خیار شرعی کا تصور
اور مروج خیارات کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

آٹھویں قسط

عمران اللہ خٹک

وہ بیوع جوغبن فاحش کی وجہ سے ممنوع ہیں

۱:۔ذخیرہ اندوزی

ذخیرہ اندوز چیز کی زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لئے اس کو اپنے پاس اس لئے ذخیرہ کرتا ہے تاکہ بعد میں جب اس چیز کی قلت ہوگی تو اس کو زیادہ قیمت پر فروخت کرلے گا اس میں چونکہ لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے جو کہ حرام ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حکومت کی طرف سے مقررہ پرائس کنٹرولر پر یہ بات لازم ہے کہ وہ ذخیرہ کرنے والے لوگوں کو مارکیٹ ریٹ پر فروخت کرنے کا پابند بنائے اسلئے کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر لوگ کسی کے پاس موجود اناج وغیرہ کی طرف مجبور ہوں چیز کی مارکیٹ میں قلت ہوگئی ہو تو لوگ اس کی رضامندی کے بغیر بھی ثمن مثل پر وہ چیز اس سے لے سکتے ہیں جب کہ اس چیز کے مالک کا مارکیٹ ریٹ سے زیادہ کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ ا۔

۲:۔نجش

نجش بھی ان بیوعات میں سے ہے جو غبن کی وجہ سے ممنوع ہیں ناجش اس آدمی کو کہا جاتا ہے جس کا کسی چیز کے خریدنے کا کوئی ارادہ نہ ہو صرف دوسروں کو اکسانے اور ورغلانے کے لئے اسی چیز کا اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرتے ہوئے زیادہ قیمت پر لینے کا خواہشمند بن جائے اور اس چیز پر مبنی بیع کو بیع النجش کہا جاتا ہے بیع کی یہ صورت غبن پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے چنانچہ شیخینؒ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بیع النجش سے منع فرمایا ہے۔ ۲۔

صحیحین کی ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''شہر والا دیہات والے کے لئے نہ بیچے

اور نہ کوئی بیع نجش کرے''۔۳؎

نجش کی حرمت پر اجماع ہے' آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ نجش مکر وفریب ہے' اسلئے کسی بھی فقہیہ سے اس کا جواز منقول نہیں' نیز اس بات پر علماء کرام کا اتفاق ہے کہ جانتے ہوئے بیع نجش کرنے والا اللہ تعالی کا نافرمان ہے۔

۳۔تلقی الجلب

تلقی الجلب اس بیع کو کہا جاتا ہے کہ دیہات والے لوگ اپنا مال شہر میں بیچنے کے لئے لا رہے ہوں' جن سے یہ مال شہر کے ماہر اور چالاک لوگ شہر سے باہر نکل کر راستے میں خرید لیں اور پھر شہر واپس آ کر اس چیز کو اپنی مرضی کی قیمت پر فروخت کرتے ہوں۔

بیع کی یہ قسم بھی غبن کی وجہ سے ممنوعہ بیوع میں شامل ہے' چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے تلقی الجلب سے منع فرمایا ہے' لہذا جس شخص سے کوئی چیز شہری آدمی نے کسی دیہاتی سے کم قیمت پر خرید لی جس کا اس دیہاتی کو شہر آ کر علم ہوا تو اب اس دیہاتی کو اپنے اس عقد کو برقرار رکھنے یا چیز واپس کرنے کا اختیار ہے۔۴؎

۴۔بیع التدلیس

جن بیوعات میں غبن کی وجہ سے حرمت آئی ہے ان میں سے ایک بیع التدلیس بھی ہے' تدلیس کا مطلب یہ ہے کہ مبیع میں کوئی عیب ہو جس کا بائع کو علم ہو' اس نے وہ عیب مشتری سے چھپا کر اس کو وہ چیز صحیح چیز کی برابر کی قیمت پر بیچ دی ہو' تو یہ بیع چونکہ دھوکے پر مشتمل ہوتی ہے اس لئے یہ بھی ان بیوعات کی فہرست میں سے شمار کی جاتی ہے جو غبن کی بنیاد پر منع ہیں۔

غبن کی بنیاد پر خیار کا شرعی حکم

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ کسی چیز کے مالک کے لئے یہ بات جائز ہے کہ وہ زیادہ قیمت والی چیز علم کے باوجود کم قیمت پر کسی اور کو فروخت کرے کیونکہ جب وہ اپنی چیز کسی کو بالکل مفت ہبہ کرنے کا حق رکھتا ہے تو قیمت مثل سے کم پر بطریق اولی رکھتا ہے' البتہ کسی کا وکیل یا وصی از خود ایسا نہیں کر سکتا کہ اچھی چیز علم کے باوجود کم قیمت میں کسی کو دے' ایسے ہی اگر کسی کو ایک چیز کی

اپنی قیمت معلوم ہو اس کے باوجود وہ اس چیز کو دوگنی یا زیادہ قیمت دے کر خریدتا ہو تو یہ زیادہ قیمت بائع کے لئے لینا جائز ہے اس لئے کہ اس کی طرف سے یہاں غبن کی کوئی صورت نہیں پائی جارہی بلکہ مشتری کی اپنی دلچسپی اور مرضی ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی ماہر تاجر کسی ایک لاکھ مالیت والے ہیرے کو صرف ایک درہم میں فروخت کرنا چاہے تو یہ اس کے لئے جائز ہے اور اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔۵۔

البتہ ایسی بیع جہاں مشتری کو اصل قیمت کا علم نہ ہو یا اس میں اس کے عدم مہارت کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہو تو اس وقت اس مشتری کو خیار حاصل ہوگا یا نہیں' اس بارے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول: احناف کے نزدیک مشتری کو مطلقاً خیار حاصل ہے۶۔ یہ امام احمدؒ کا بھی ایک قول ہے' نیز اس کو متاخرین مالکیہ نے بھی پسند کیا ہے' ان حضرات کا درج ذیل دلائل سے استدلال ہے:

۱:۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{یاایھا الذین امنو الاتاکلو اموالکم بینکم بالباطل الاان تکون تجارۃ عن تراض منکم}۷۔

ترجمہ: اے ایمان والو' کسی کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ' ماسوائے اس کے وہ باہمی رضامندی سے تجارت کے ذریعے ہو۔

اس آیت سے یوں استدلال کیا گیا ہے کہ مغبون آدمی کسی چیز کی خریداری میں اتنی قیمت پر راضی نہیں ہوتا جب اس کو اصل قیمت معلوم ہو جائے۔

۲:۔ صحیحین کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالی نے قیل وقال کو ناپسند فرمایا ہے' اسی طرح مال کو ضائع کرنا اور زیادہ سوالات کرنا ناپسندیدہ ہیں''۔۸۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کا ضائع کرنا منع ہے لہذا جس بندے کو ایک درہم کی چیز دس کی ملی تو اس نے مال کو ضائع کیا۔

۳:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ گندم کے ایک ڈھیر پر گذر رہے تھے' جس میں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک داخل کر دیا' جس سے آپ ﷺ کے ہاتھوں کو اس سے تری پہنچی' تو آپ ﷺ نے اس گندم والے آدمی سے فرمایا کہ یہ کیا ہے' جس پر اس نے کہا کہ بارش نے اس کو گیلا کر دیا ہے' جس پر آپ نے اسے کہا کہ اس کو پھر اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ دیکھ سکیں' (پھر فرمایا) جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔۹۔

چونکہ غبن بھی ملاوٹ کی ایک قسم ہے لہذا یہ بھی اس حدیث کی وعید کے زمرے میں آتی ہے۔

۴:۔علامہ ابن حزمؒ نے حضرت ابن عمرؓ کا اثر نقل کیا ہے کہ انھوں نے اپنی ایک باندی حضرت جعفرؓ کو بیچی تھی، بعد میں حضرت ابن عمرؓ کو کسی نے کہا کہ آپ کو اس میں سات سو درہم تک دھوکہ ہوا ہے، ابن عمرؓ حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے اس باندی میں سات سو درہم تک دھوکہ ہوا ہے، یا تو قیمت مجھے دے دو یا باندی واپس کر دو یعنی بیع فسخ کر دو، حضرت ابن جعفرؓ نے کہا کہ میں باندی واپس کرتا ہوں۔ ۱۰۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات بیع میں دھوکہ کی بنیاد پر بیع کی فسخ کو جائز سمجھتے تھے۔

دوسرا قول :شوافع کا مذہب یہ ہے کہ مشتری کو غبن کی وجہ سے کوئی خیار نہیں، چاہے غبن یسیر ہو یا کثیر ہو ۱۱، ان حضرات کا درج ذیل دلائل سے استدلال ہے:

۱:۔حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے یہ ذکر کیا کہ اس کو بیوع میں دھوکہ لگتا ہے، تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جب تو بیع کرے تو یہ کہا کر و کہ کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔ ۱۲۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب خریداری کرتا تو اسے دھوکہ ہو جاتا، اسلئے کہ وہ دماغی طور پر ذرا کمزور تھا، جس کی وجہ سے اس کے خاندان والوں نے آپ ﷺ سے اس پر پابندی لگانے کی درخواست بھی کی تھی، جس پر آپ ﷺ نے اس کو بلا کر بیع کرنے سے منع فرمایا لیکن اس نے گذارش کی کہ یارسول اللہ میں بیع سے اپنے آپ کو نہیں روک سکتا، تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جب آپ بیع کو چھوڑنے والے نہیں تو بیع کرتے وقت یہ کہا کرے کہ 'ھاء دھاء' کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے دو طرح غبن پر مشتمل بیع کے عدم فساد پر استدلال کیا گیا ہے:

ایک یہ کہ اگر غبن کی وجہ سے کسی کو خیار ہوتا تو آپ ﷺ اس آدمی کے لئے ضرور بیان فرماتے حالانکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے اگر محض غبن ہی سے مغبون کو واپس کرنے کا حق دیا جائے تو پھر خیار مشروط کرنے کی کیا ضرورت ہے لہذا یہاں خیار غبن کی وجہ سے نہیں دیا گیا بلکہ اس کو مشروط کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

۲:۔ابن ابی امامہؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسترسل (ناواقف) کیساتھ دھوکہ

کرنا حرام ہے اے اس حدیث سے یوں استدلال کیا گیا ہے کہ کسی چیز کی قیمت سے ناواقف آدمی کو کم قیمت چیز زیادہ قیمت پر فروخت کرنا یا اس کی زیادہ قیمت والی چیز اس سے کم قیمت پر خریدنا دھوکہ ہے جو کہ حرام ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی واقف اور ماہر آدمی ہو تو اس کو کم قیمت چیز زیادہ قیمت پر فروخت کرنا اور اس کی زیادہ قیمت والی چیز اس سے کم قیمت پر خریدنا ناجائز نہیں ہے۔

۳:۔حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لئے کوئی چیز نہ بیچے لوگوں کو چھوڑ دو (کیونکہ) اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دوسرے بعض لوگوں کی وجہ سے رزق دیتے ہیں۔ ۱۳

اس حدیث سے بھی استدلال اس طریقے سے کیا گیا ہے کہ ممانعت کی علت شہری کا دیہاتی کے لئے مال فروخت کرنا ہے کیونکہ اس سے منافع کے میدان تنگ ہو جائینگے اس لئے کہ دیہات والے اپنی چیز جلدی بیچنے کے خواہشمند ہونگے اس لئے وہ چیزوں کی قیمت مناسب لگائیں گے جب کہ شہری لوگ پھر چیزیں ان سے لیکر زیادہ داموں بیچیں گے جس میں لوگوں کا حرج ہے یہاں شہریوں کو دیہاتیوں کا ایجنٹ بننے سے منع فرمایا ہے البتہ اگر دیہاتی لوگ کسی چیز کی قیمت زیادہ وصول کریں تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

۴:۔حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے ذمے داری میں کچھ مال تھا جس کے بدلے میں، میں نے اس کا خیبر میں مال خرید لیا جب ہم نے عقد کر لیا تو میں جلدی سے اس کے گھر سے نکل گیا تا کہ وہ اس بیع سے رجوع نہ کرلے کیونکہ حدیث میں ہے کہ عاقدین کو جدا ہونے سے پہلے تک خیار ہوتا ہے لہذا جب ہماری یہ بیع مکمل ہو گئی تو میں نے ان کو تین دن تک کے فاصلے پر واقع ارض ثمود کی طرف دھکیل دیا اور میں تین دن کی قربت پر مدینے کی طرف آ گیا۔ ۱۴

۵:۔تجارت کی بنیاد نفع اور نقصان پر ہے جس کے لئے تاجر ذہنی طور پر تیار رہتا ہے کبھی اس کو کئی گنا نفع ہو جاتا ہے تو کبھی نقصان کا شکار ہو جاتا ہے لہذا اگر نفع کو ممنوع قرار دیا جائے تو تاجر لوگ تجارت سے بے رغبتی کا مظاہرہ کرینگے۔

۶:۔غبن کی وجہ فسخ جائز ہونے کی وجہ سے لوگ اپنی عقود پر عدم اطمینان کا شکار ہوتے ہیں اس سے مارکیٹ میں بے چینی کا عالم رہیگا نیز اس سے قیمتوں میں کمی زیادتی کی بنیاد پر باہمی لڑائی جھگڑے کا دروازہ کھل جائیگا اور عدالتیں مشغول ہو جائیگی لہذا اگر ایسا ناواقف آدمی پہلے سوچ و بچار کر لیا کرے پھر بعد میں عقد کرتا رہے تو اس طرح وہ غبن سے بچتا رہیگا اگر نہیں تو پھر کم از کم ایک مرتبہ لازماً غبن کا مزہ چکھے گا پھر اس کے بعد وہ معلومات حاصل کرنے کے بعد خریداری کریگا۔

☆ مفسر کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا لامحالہ طور پر واجب ہوتا ہے ☆

تیسرا قول:

مالکیہ کا ایک قول ہے ۱۵ ؎ جو ظاہر الروایہ کے لئے جواب بھی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جس کو کوئی کم قیمت چیز زیادہ قیمت پر دی گئی ہو اس کے لئے کوئی خیار نہیں البتہ درج ذیل صورتوں میں فسخ کا خیار اس کو دیا جاتا ہے:

۱:۔ بائع نے اس کو دھوکہ دیا ہو تب اس کو فسخ کا خیار دیا جاتا ہے۔

۲:۔ یہ کمی بیشی یتیم کے مال یا وقف مال میں نہ ہو نیز بیت المال کا بھی مال یتیم اور مال وقف والا حکم ہے کہ ان صورتوں میں مشتری کو فسخ کا خیار ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ غبن پر مبنی بیع درست ہے ذات کے لحاظ سے اس میں کوئی فساد نہیں لہذا صرف غبن کی وجہ سے خیار دینے کی اجازت نہیں البتہ جب بائع کی طرف سے کوئی دھوکہ یا تدلیس ہو تب خیار دیا جاسکتا ہے۔

مال یتیم اور مال وقف میں کمی بیشی کرنے کی صورت میں خیار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یتیم کے مال میں متصرف ولی ہوتا ہے جب کہ مال وقف میں متولی ناظر ہوتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ کسی کے مال میں تصرف کی اجازت اس کی مصلحت کے لئے ہوتی ہے جس میں ثمن مثل سے زیادہ پر کوئی چیز خریدنا اور ثمن مثل سے کم پر کوئی بیچنا داخل نہیں اسلئے یہاں خیار دیا جاتا ہے غرض یہ ہے کہ یہاں خیار مصلحت کی وجہ سے دیا جاتا ہے غبن کی وجہ سے نہیں دیا جاتا۔ ۱۶ ؎

چوتھا قول:

مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ صرف دو صورتوں میں خیار ثابت ہوتا ہے:

استرسال والی بیع میں جس کا مطلب یہ ہے کہ مشتری بائع سے کہے کہ مجھے مارکیٹ کا علم نہیں ہے مجھے یہ چیز اس قیمت پر بیچ دو جس پر اوروں کو دیتے ہو یا بائع مشتری سے کہے کہ مجھے اس چیز کی قیمت کا علم نہیں ہے البتہ مجھے اس میں وہ قیمت ادا کرلو جس پر بازار میں کسی اور سے خریدتے ہو یعنی ہر ایک صورت میں دوسرے کو اپنا وکیل یا وصی بنا کر چیز کا سودا کرلیں پھر بعد میں معلوم ہو جائے کہ اس نے دوسرے کی لاعلمی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کو چیز بازاری قیمت سے کم یا زیادہ میں خریدی یا بیچی ہے تو ان صورتوں میں جو مغبون ہوگا اس کو خیار حاصل ہے چاہے تو بیع کو برقرار رکھے اور اگر چاہے

تو اس کو فسخ کر لے۔۱۷

پانچواں قول:۔حنابلہ کا مذہب ہے ان کے نزدیک صرف ان تین صورتوں میں مشتری کو خیار حاصل ہے:

۱:۔مسترسل کی بیع کی صورت میں یعنی وہ آدمی جس کو کسی چیز کی قیمت کا علم نہ ہو اور وہ دوسرے فریق کے رحم وکرم پر عقد کرتا ہو جس سے وہ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو وہ چیز اس کے خریدنے کی صورت میں زیادہ قیمت پر فروخت کر لے اور بیچنے کی صورت میں اس سے کم قیمت میں خرید لے۔

۲:۔بیع النجش کی صورت میں مشتری کو خیار دیا جاتا ہے یعنی جب کوئی آدمی کسی چیز کی قیمت خریدنے کی نیت کے بغیر زیادہ بتائے جس میں مشتری پڑ جائے تو اب اس مشتری کو حقیقی قیمت معلوم ہونے کے بعد خیار حاصل ہوگا۔

۳:۔تلقی الجلب کی صورت میں بائع کو خیار ہے جب ان کو بازار آ کر اس بات کا علم ہو جائے کہ اس کی چیز بہت ہی کم قیمت میں اس سے خریدی گئی ہے تو اب اس کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔۱۸

مالکیہ کے ہاں استرسال یہ ہے کہ بائع یا مشتری کو مارکیٹ ریٹ کا علم نہ ہو اور دوسرے فریق والا اس کو صریح جھوٹ بول کر کسی قیمت پر اس کے ساتھ عقد کر لے۔۱۹

جب کہ حنابلہ کے ہاں استرسال یہ ہے کہ ایک فریق مارکیٹ ریٹ سے جاہل ہو اور چیزیں خریدنے یا بیچنے کی مہارت بھی نہ ہو اگرچہ دوسری جانب سے اس کے ساتھ صریح جھوٹ نہ بھی بولا گیا ہو۔۲۰

چھٹا قول: داود ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ دھوکے کی وجہ سے عقد سرے سے باطل ہو جاتا ہے ان کا استدلال حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہے جس میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی نے ایسا عمل کیا جس کا ہم نے حکم نہ دیا ہو (جس کا عمل ہمارے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر ہو) تو وہ رد (مردود) ہے۲۱ یعنی اس کا عمل باطل ہے یہاں نہی وارد ہے جو منہی عنہ کے فساد کو مقتضی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ غبن کی صورت میں خیار کے عدم ثبوت کا قول قوی ہے مگر اس کے ثبوت کا قول زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ بیع میں بلکہ دیگر معاملات میں عدل کا قیام ضروری ہے اس لئے انصاف یہ ہے کہ بائع یا مشتری میں سے کسی کا نقصان واقع نہیں ہونا چاہئے لہذا جب تلقی الجلب اور بیع الناجش میں دوسرے فریق کے غبن سے بچنے کے لئے ثابت ہے تو اس پر قیاس کرتے ہوئے دوسری بیوع

میں بھی اگرغبن پائے جائے توخیارثابت ہوگالہذا کوئی بھی عاقدغبن پرراضی نہیں ہوتا اسلئے اگرکہیں پرزبانی غبن سے بچنے کی شرط نہ بھی لگائی گئی ہوتوبھی عرفی طورپراس کاحق عاقدکودیاجائیگا' کیونکہ کوئی بھی عرف میں کسی کے دھوکے پرراضی نہیں ہوتالہذا تراضی طرفین کی شرط ضروری ہے جس کی وجہ سے دوسرے فریق کومشروط کئے بغیربھی خیاردیاجائیگا۔

بیع المزایدہ (نیلامی) میں غبن کاحکم:

بیوعات کی کافی ساری قسمیں ہیں ان میں سے ایک بیع المزایدہ بھی ہے جس کوبیع من یزیدبھی کہاجاتاہے جس کوعام اصطلاح میں نیلام کرناکہتے ہیں جس میں بیچنے والایہ کہتاہے یہ چیزمیں بیچتاہوں' کون اس کوکتنی قیمت میں خریدتاہے پھرکوئی خریدارکسی قیمت کابتاتاہے تووہ بیچنے والاپھرآوازلگاتاہے کہ اس سے زیادہ قیمت میں کوئی خریدنے والاہے اگراس سے زیادہ قیمت میں کوئی خریدنے والاملتاہے تب وہ اسی کواس قیمت پرفروخت کرتاہے جس نے زیادہ بتائی ہوئی ہوتی ہے۔

اس بیع کے جوازاورعدم جوازکے بارے میں دوقول ہیں:

پہلاقول: مالکیہ کے ہاں اس بیع میں غبن کاتصوراورشائبہ نہیں ہے اسلئے کہ اس میں محض قیمت بڑھانے کے لئے اشتہارکیاجاتاہے نیزاس میں غبن مقصودنہیں ہوتاکیونکہ اس میں چیزکی قیمت لوگوں کومعلوم ہوتی ہے۔

دوسراقول: جس کومالکیہ میں سے بعض علماء نے پسندکیاہے وہ یہ ہے کہ خیارغبن جس طرح بیع مساومہ میں ثابت ہے اسی طرح بیع مزایدہ میں بھی ثابت ہے۔ ۲۲۔

اس میں راجح بات یہ ہے کہ اگربیع مزایدہ نجش کے طریقے پرہو' تواس میں خیارثابت ہے ورنہ نہیں' اسی طرح اگراہل سوق قیمت میں زیادتی نہ کرنے پرمتفق ہوجائیں توبائع کے لئے خیارثابت ہوتاہے۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اگراہل سوق قیمت میں اضافہ نہ کرنے پراس غرض سے متفق ہوجائے کہ کوئی اس کوخریدلے پھراس کوآپس میں تقسیم کرینگے' یہ چیزمسلمانوں کے لئے تلقی الرکبان سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ ۲۳۔

تقسیم میں غبن کی وجہ سے خیارکاثبوت:

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ ہروہ تقسیم جوواجب نہ ہواورفریقین کی رضامندی سے ہوتواس کاحکم بیع

☆صریح وہ لفظ ہے جس کی مرادظاہرہوتی ہے جس طرح "بعت اوراشتریت" وغیرہ ☆

کا ہے' ۲۴۔ اگر اس میں کوئی غبن کا شکار ہو جائے اس کی وجہ سے خیار ثابت ہوگا یا نہیں' اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول احناف کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر تقسیم میں غبن یسیر واقع ہو تو اس سے خیار ثابت نہیں ہوگا البتہ غبن کثیر کی صورت میں خیار ثابت ہوتا ہے' لیکن اگر تقسیم قاضی کے فیصلے کی وجہ سے ہو تو اس میں غبن کی وجہ تقسیم ہی باطل ہوگا کیونکہ عدل ضروری ہے اور یہاں عدل نہیں پایا گیا ۲۵' البتہ اگر تقسیم آپس کی رضامندی سے کیا جائے پھر اس میں غبن ظاہر ہو جائے تو اس میں خیار کے ثبوت اور عدم ثبوت کے حوالے سے دو قول ہیں:

احناف کا ایک قول یہ ہے کہ باہمی رضامندی کی تقسیم میں غبن کی صورت تقسیم فسخ ہو جائے گا' کیونکہ اس میں عدل شرط ہے' اور یہ اصح قول ہے۔

ان حضرات کا ایک اور قول یہ ہے کہ یہ بیع کی طرح ہے اور بیع بعض صورتوں میں غبن کے باوجود بھی درست ہوتی ہے' اس لئے اس قول کے مطابق غبن تقسیم میں بھی جائز ہے۔ ۲۶۔

دوسرا قول:

مالکیہ کے ہاں یہ بات ہے کہ اگر تقسیم کسی حق کو الگ کرنے کے قبیل سے ہو تو یہ بیع نہیں لہذا جو اس سے انکار کریگا تو وہ مجبور کیا جائیگا اور غبن کی وجہ سے وہ چیز واپس کی جائیگی' لیکن اگر تقسیم بیع کی قبیل سے ہو تو غبن کی صورت میں کسی پر جبر نہیں کیا جائیگا بشرط یہ کہ غبن قلیل مقدار میں ہو' اسلئے کہ غبن میں رضامندی ضروری ہے لہذا غبن کی وجہ بیع قابل واپسی نہیں' ۲۷۔ الغرض ان کے نزدیک تقسیم تین طرح ہے:

۱:۔ قرعہ اندازی کے ذریعے جو تقسیم ہوتی ہے وہ بیع کے حکم میں نہیں ہے' اس سے محض حق جدا ہوتا ہے بیع نہیں ہے' اس لئے اس قسم میں غبن کی بنیاد پر واپس کرنے کا حق دیا گیا ہے' لہذا اس سے کسی فریق کو انکار کا حق حاصل نہیں۔

۲:۔ رضامندی کی بنیاد پر ایسی تقسیم جس میں دونوں فریق کسی ماہر کے ذریعے یا بذات خود کوئی قیمت مقرر کرلیں' پھر اس میں غبن ظاہر ہو جائے تو وہ چیز واپس کردی جائیگی کیونکہ کسی بھی رضامندی والی تقسیم میں عدل ضروری اور لازمی امر ہے' جب عدل نہیں پایا گیا تو اب عدم مساوات کی بنیاد پر اس کا حکم بھی قرعہ اندازی کی طرح ہے۔

☆ جہاں مجاز کی کوئی صورت متعین ہو اس مقام پر نیت کی ضرورت نہیں ہوگی ☆

۳:۔رضامندی والی وہ تقسیم جس میں کسی ماہر کی طرف سے یا آپس میں کسی قیمت کی تعیین نہیں کی گئی ہو جیسے کوئی فریق دوسرے کو یہ کہے کہ یہ گھر لے لو یا یہ غلام لے لو پھر اس پر دوسرے فریق والا آدمی کسی ایک چیز پر رضامند ہو جائے تو اس میں غبن نہ ہونے کی وجہ سے خیار کی گنجائش نہیں یہ بیع کی مانند ہو جاتا ہے۔۲۸۔

تیسرا قول شوافع کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اضطراری تقسیم کی صورت میں اگر غبن ظاہر ہو جائے تو الگ کرنے میں خرابی کی وجہ سے یہ تقسیم باطل ہے البتہ رضامندی والی تقسیم میں اگر غبن ظاہر ہو جائے تو راجح بات یہ ہے کہ یہ فسخ نہیں ہوگا کیونکہ اس میں رضامندی ظاہر کرنے کی وجہ سے وہ اسی نقصان پر راضی تھا جس کی مثال کسی چیز کو قصداً زیادہ قیمت پر خریدنے کی طرح ہے۔۲۹۔

چوتھا قول حنابلہ کا ہے ان کے ہاں تقسیم دو طرح ہے:

ایک اضطراری تقسیم ہے جس سے کوئی فریق انکار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ حق کو الگ کرنے کا نام ہے اور یہ غبن فاحش کی وجہ سے باطل ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس سے تقسیم میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔

دوسری رضامندی والی تقسیم ہے جس میں انکار کرنے والے فریق کو تقسیم پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اس کی مثال بیع کی ہے اگر اس میں غبن ثابت ہو جائے تو دوسرے فریق کو خیار دیا جائیگا۔۳۰۔

حنابلہ نے تقسیم کی ان دونوں قسموں میں غبن کے حکم کا تعین ابن رجب کے قواعد کی روشنی میں کیا ہے۔۳۱۔

حاصل یہ ہے کہ مال دو طرح ہے ایک وہ ہے جو زیادہ اور وسیع ہو جیسے کھلی زمین بڑا گھر اور باغ نیز ان کے حصوں میں کوئی فرق بھی نہ ہو تو اس میں کسی شریک کے مطالبے پر اس کو تقسیم کر دیا جائیگا اسی کو اجبار والی تقسیم کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی تقسیم میں کسی کا کوئی ضرر نہیں یہ صرف علیحدگی ہے بیع نہیں ہے لہٰذا جب اس میں غبن ظاہر ہو جائے گا تو جدا کرنے میں خرابی آنے کی وجہ سے تقسیم باطل ہو جائیگی۔

مال کی دوسری قسم وہ اشیاء ہیں جو قابل تقسیم نہ ہو یعنی اگر ان کو تقسیم کر دیا جائے تو اس کے حصے قابل انتفاع نہیں رہتے جیسے حمام تنگ دکان وغیرہ ان جیسی اشیاء کی تقسیم میں شرکاء کی رضامندی ضروری ہے کیونکہ اس کی تقسیم میں ضرر اور نقصان لاحق ہونے کا خدشہ ہے لہٰذا اگر کسی چیز کی تقسیم رضامندی والی تقسیم کے زمرے میں آتی ہو تو اس میں غبن کی صورت میں خیار حاصل ہوگا اور جو چیزیں اجباری تقسیم کے زمرے میں آتی ہو تو ان میں غبن واقع ہونے کی صورت میں تقسیم ہی سرے سے باطل ہوتی ہے۔

☆ لفظ ہبہ، تملیک اور بیع کے ساتھ نکاح منعقد ہو جاتا ہے ☆

خیارغبن کوساقط کردینے والی چیزیں:

قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ جو چیزیں خیارعیب کوساقط کرنے والی ہیں وہی خیارغبن کوبھی ساقط کرنے والی ہوں لیکن چونکہ خیارعیب کوساقط کرنے والی چیزوں کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے اور یہاں خیارغبن کے بارے پہلے تو یہ اختلاف ہے کہ شوافع اس کی نفس اثبات کے قائل نہیں اور باقی فقہاء میں سے احناف کے ہاں اس کوساقط کردینے والی چیزوں کی اپنی تفصیل ہے جبکہ مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں اپنی اپنی تفصیلات ہیں جن کو یہاں اجمالاً ذکر کیا جارہاہے:

احناف کے ہاں خیارغبن کوساقط کردینے والی اشیاء:

ان کے ہاں درج ذیل پانچ چیزوں سے خیارغبن ساقط ہوتا ہے

۱:۔مبیع کی ہلاکت سے خیارغبن ساقط ہوجاتا ہے۔

۲:۔مبیع کے ضائع کرنے اور استہلاک سے بھی خیارغبن ساقط ہوجاتا ہے۔

۳:۔غبن کا علم ہوجانے کے بعد مبیع میں تصرف کرنے سے یہ خیارساقط ہوجاتاہے کیونکہ یہ اس پر رضامندی کی دلیل ہے۔

۴:۔جب مبیع میں مشتری کے پاس کوئی عیب پیدا ہوجائے تو اس سے خیارغبن ساقط ہوجاتا ہے۔

۵:۔جب مبیع میں مشتری کے پاس کوئی ایسا اضافہ ہوجائے جو اس کے ساتھ متصل بھی ہو اور اس کی اپنی ذات سے پیدا نہ ہو تو اس سے خیارغبن ساقط ہوجاتا ہے۔۳۲

مالکیہ کے ہاں خیارغبن کوساقط کردینے والی اشیاء:

ان کے ہاں مبیع میں تصرف کرنے اور ایسا عمل کرنے جس سے اس کی ملکیت یاذات معدوم ہوجائے اس سے خیارغبن ساقط ہوتا ہے۔۳۳

حنابلہ کے ہاں خیارغبن کوساقط کردینے والی اشیاء:

مبیع میں غبن ہوجانے پر رضامندی یا کوئی ایسا تصرف جو رضامندی کی دلیل ہو اس سے خیارغبن ساقط ہوجاتا ہے البتہ مشتری کے پاس اس میں عیب پیدا ہوجانے کی صورت میں اس کا خیارساقط نہیں ہوتا بلکہ بائع پر تاوان لازم ہوتا ہے جیسا کہ مبیع کے ضائع کردینے سے مشتری اس کی قیمت ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے۔۳۴ ....(جاری ہے)

حواشی

۱۔ابن تیمیۃ' تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیۃ الحرانی (المتوفی :۷۲۸ھ)' مجموع الفتاوی 'ج ۲۸ ص ۷۶' مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف' المدینۃ النبویۃ' المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

۲۔البخاری' حدیث نمبر: ۲۱۴۲۔

۳۔البخاری' حدیث نمبر ۲۷۲۳

۴۔مسلم' حدیث نمبر: ۱۵۱۷۔

۵۔البحر الرائق' ج ۶ ص ۱۲۵۔۱۲۶ / التاج والاکلیل' ج ۴ ص ۲۶۸

۶۔البحر الرائق' ج ۶ ص ۱۲۵۔

۷۔النساء: ۲۹۔

۸۔البخاری' حدیث نمبر: ۱۴۷۷۔

۹۔مسلم' حدیث نمبر: ۱۰۲۔

۱۰۔المحلی بالآثار ج ۷' ص ۳۶۱۔

۱۱۔روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین' ج ۳ ص ۴۷۲۔

۱۲۔البخاری' حدیث نمبر: ۲۱۱۷۔

۱۳۔السنن الکبری ج ۵ ص ۵۷۱

۱۴۔مسلم' حدیث نمبر: ۱۵۲۲۔

۱۵۔السنن الکبری ج ۵ ص ۴۴۶۔

۱۶۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل' ج ۴ ص ۴۷۲۔

۱۷۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ' مادہ ۳۵۶۔۳۵۹ ص ۷۰۔۷۱۔

۱۸۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل' ج ۴ ص ۴۸۲۔

۱۹۔دقائق اولی النھی لشرح المنتھی المعروف بشرح منتھی الارادات' ج ۲ ص ۴۱۔

۲۰۔حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر' ج ۳ ص ۱۴۰۔

۲۱۔دقائق اولی النھی لشرح المنتھی المعروف بشرح منتھی الارادات' ج ۲ ص ۴۱۔

۲۲۔المحلی بالآثار ج ۷' ص ۳۶۴۔

۲۳۔التاج والاکلیل' ج ۶ ص ۴۶۔

۲۴۔بدرالدین البعلی' محمد بن علی بن احمد بن عمر بن یعلی' ابوعبداللہ' (المتوفی: ۷۷۸ھ)' مختصر الفتاوی المصریۃ لابن تیمیۃ' ج ۱ ص ۳۲۳' مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ۔تصویر دار الکتب العلمیۃ۔

۲۵۔المغنی لابن قدامۃ' ج ۱۰ ص ۱۱۴۔

۲۶۔العنایۃ شرح الھدایۃ' ج ۹ ص ۶۶۹' دار الفکر۔

۲۷۔ایضاج ۹ ص ۶۶۹' دار الفکر

۲۸۔منح الجلیل شرح مختصر خلیل، ج ۷ ص ۲۹۵۔
۲۹۔منح الجلیل شرح مختصر خلیل، ج ۷ ص ۲۹۵۔
۳۰۔اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، ج ۶ ص ۳۳۶۔
۳۱۔دقائق اولی النھی لشرح المنتھی المعروف بشرح منتھی الارادات، ج ۳ ص ۵۴۴۔۵۵۰
۳۲۔ابن رجب الحنبلی، زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی الحنبلی (المتوفی: ۷۹۵ھ)، القواعد لابن رجب، ص ۴۱۴، دار الکتب العلمیۃ۔
۳۳۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، مادہ ۳۵۹۔۳۶۰۔
۳۴۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، ج ۴ ص ۴۷۳